# کلامِ بُلھے شاہؒ میں فکرِ آخرت کا تجزیاتی مطالعہ

# An Analytical Study of Thoughts of the Hereafter in Kalam-e-Bulhe Shah

**Dr. Muhammad Waris Ali**
Assistant Prof. Islamic Studies Department, Lahore Garrison University, Lahore
mwarisali@lgu.edu.pk

**Dr. Tahir Masood Qazi**
Associate Prof. Islamic Studies Department, Lahore Garrison University, Lahore
drtmqazi@lgu.edu.pk

**Allah Ditta**
M Phil. Islamic Studies Department, Lahore Garrison University, Lahore
allahditta@yahoo.com

**Abstract:**

Baba Bulley Shāh (1680-1747) was a mystic Poet who played his role to convert the non-muslims to Islām in subcontinent. He tried to bring the people to follow the right path and awoke them from deep sleep through his poetry. He tried his best to play his active role to shape an ideal society by preparing them to think about the life hereafter. The question arises what the basic philosophy played its role to bring this change in the people. The research has been conducted through studying the poetry of Baba Bulley Shāh (1680-1747) and analyzed what the main reason and strategy was involved in this great contribution. It can be concluded that Baba Bulley Shāh preached the people by conveying the message of Allah about

the temporary world through metaphoric examples from this world and gave clear concept of the next life.

**Keywords:** Baba Bulley Shāh, Poetry, Hereafter, Preaching, Islām

پنجابی زبان کی شاعری فکرِ آخرت سے بھرپور ہے۔ یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہمارے صوفیائے کرام نے پیغام خداوندی کو عوام تک پہنچانے کیلئے عوامی زبان، روزمرہ محاوروں اور شاعری کو ذریعہ بنایا تھا ان صوفی شعراء میں حضرت بلھے شاہؒ (1747ء) کا مقام بہت بلند وارفع ہے۔ ان کو پنجابی زبان کا بہت بڑا صوفی شاعر اور فلسفی تسلیم کیا جاتا ہے انہوں نے اپنی شاعری میں فلسفیانہ انداز سے انسانی زندگی کے بہت سے پہلوؤں پر روشنی ڈالی، بالخصوص پنجابی شاعری میں فکر آخرت کا پہلو بہت اہم ہے جس پر انہوں نے قرآن و حدیث اور تعلیمات صوفیاء کی روشنی میں اپنی قلم سے تحریریں اور شاعری لکھی۔ دنیا بھر 41 کے صوفی شاعروں میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جس کو بلھے شاہؒ کے تحریری کام کے مقابل کھڑا کیا جاسکے۔

آخرت کا بیان کلام حضرت بلھے شاہؒ میں بڑی خصوصیت کا حامل ہے آخرت کی حقیقت کو اُنہوں نے پنجابی شاعری میں بڑے جذبے اور فکر کے ساتھ بیان کیا ہے۔ حضرت بلھے شاہؒ کو اس حقیقت کو بیان کرنے میں تلخ نتائج کا سامنا کرنا پڑا تھا انہوں نے کبھی بھی سچ کا گلہ گھونٹ کر اپنی ذات کی منفعت نہیں چاہی تھی انہوں نے سچ گوئی میں بددیانتی اور بے انصافی سے کبھی بھی کام نہیں لیا تھا چنانچہ سچائی کے بیان کی مجبوری کو یوں بیان کرتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں:

"منہ آئی بات نہ رہندی اے"[1]

بلھے شاہؒ کے کلام کے بے شمار پہلو ہیں آپ نے معاشرت، ثقافت، حکمت، دانائی، تہذیب و تمدن، تصوف، واحدۃ الوجود، واحدۃ الشہود، سیاسی، سماجی انصاف الغرض بے شمار موضوعات پر روشنی ڈالی لیکن آپکی شاعری میں فکر آخرت کا پہلو بہت نمایاں ہے کہ آپ کے کلام سے یورپ، افریقہ،

امریکہ وسطی ایشیائی ریاستوں میں بالخصوص برصغیر میں لوگ آج بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور آپکی شاعری دینِ اسلام اور اُسوہ رسول کی تعلیمات کے عین مطابق ہے بالخصوص قرآن و حدیث کی تفسیر، فقہ اور دیگر علوم دینیہ کا عکس ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا:

وَمَا ٱلْحَيَاةُ ٱلدُّنْيَآ إِلاَّ لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَلَلدَّارُ ٱلآخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يَتَّقُونَ أَفَلاَ تَعْقِلُونَ[2]

"اور دنیوی زندگی (کی عیش و عشرت) کھیل اور تماشے کے سوا کچھ نہیں اور یقیناً آخرت کا گھر ہی ان لوگوں کیلئے بہتر ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں کیا تم (یہ حقیقت) نہیں سمجھتے۔"

اسی ضمن حضرت بلھے فرماتے ہیں:

اَج ایڈا تیرا کم کڑے ۔۔۔ کیوں ہونی ایں بے غم کڑے
کیہ کر لیناں اُس دم کڑے ۔۔۔ جد گھر آئے مہمان کُڑے
کر کتن ول دھیان کڑے[3]

حضرت بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس دنیا کی ذاتی دل کشی اور اہمیت معمولی ہے۔ دُنیوی زندگی کی اصل اہمیت اس حقیقت میں پوشیدہ ہے کہ یہ آخرت کی زندگی کو سنوارنے کا ذریعہ ہے اس لیے اس سے وہی کام لیا جانا چاہئیے جس سے دائمی وابدی فوائد حاصل ہوں۔ بابا جی فرماتے ہیں اے انسان تو اس حقیقت سے بے غم اور فکر مند کیوں نہیں کہ اُخروی زندگی کی کامیابی کا انحصار دُنیوی زندگی کے اچھے اعمال پر ہے۔

"ارشاد نبویؐ ہے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے میرا شانہ پکڑ کر ارشاد فرمایا:

كن في الدنيا كانك غريبٌ أوعابر سبيل ،وكان ابن عمر رضى الله عنہ يقول: اذا أمسيت فلا تنتظرالصباح واذا اصبحت فلا تنتظرالمساء وخذ من صحتک لمرضک ومن حياتک لموتک۔[4]

دنیا میں اس طرح رہ گویا تو پردیسی یا مسافر ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے: جب شام ہو تو صبح کا انتظار نہ کر اور جب صبح ہو تو شام کا انتظار نہ کر (یعنی شام کا منتظر نہ رہ) اور اپنی صحت کے زمانے میں اپنی بیماری کے زمانے کے لیے توشہ لے لے اور اپنی زندگی کے دوران اپنی موت کے لیے تیاری کر لے۔

"حضور ﷺ کا فرمان اور حضرت عبداللہ بن عمر کی توضیح یہ حقیقت واضح کر رہی ہے کہ راہیں کتنی ہی کٹھن اور دشوار گزار ہوں، اگر منزلِ مقصود کے حصول کا شوق اور جذبہ موٴجزن ہو تو انسان پُر خطر راہوں کو طے کر ہی لیتا ہے۔ بس ضرورت اس امر کی ہے کہ حقوق اللہ کی ادائیگی نہ صرف سفر آخرت کی تیاری کے جذبے کے ساتھ کی جائے جتنی آخرت کی فکر مضبوط ہو گی اُتنی ہی انسان کے اعمال کی کیفیت مضبوط ہو گی، اس طرح حقوق العباد بھی ایسی ہی کیفیات سے سرشار ہو کر پورے کیے جائیں۔" [5]

حضرت بابا بلھے شاہؒ نے مندرجہ بالا اشعار میں سادہ الفاظ اور عام فہم انداز میں بات سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ اگر تیرے گھر تیری روح قبض کرنے کیلئے عزرائیل آ گیا تو اس وقت تک تمہاری زندگی کا وقت جو اللہ نے تیری زندگی کا تعین کیا وہ ختم ہو چکا ہو گا آخری عمر کی گھڑی سے پہلے تک تو نے جو کیا ہو گا وہی تیرے کام آئے گا اگر تو نے کوئی نیک اعمال نہ کیے ہوں گے تو اس وقت تو بے بسی اور مایوسی کی دلدل میں کھو جائے گا اور اپنی ناکامی اور بے بسی پر صفِ ماتم ہو گی تیری زندگی کی گاڑی اس وقت تیری عمر کے اسٹیشن سے گزر چکی ہو گی تیرے پاس پچھتاوے اور ندامت کے سوا کچھ نہ ہو گا۔

"جان لو کہ وجود جتنا بھی زیادہ بسیط ہو گا اتنا ہی وحدت کے نزدیک اور کثرات کو شامل اور اسکا احاطہ، متضادات پر زیادہ کامل ہو گا۔ جو امور عام زمان میں بکھرے پڑے ہیں وہ عالم دہر میں ایک

جگہ ہوتے ہیں اور جو چیز عالم خارج میں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ذہن میں ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہیں۔ جو امور نشہ اولیٰ میں مختلف ہیں۔ نشہ آخرت میں ایک دوسرے کے ساتھ متفق ہیں۔"[6]

مندرجہ بالا سطور میں مصنف مذکورہ کا خیال ہے کہ جتنے اعمال دُنیوی زندگی میں مضبوط ہونگے اُتنی زیادہ آخرت میں انسان کی حیثیت مضبوط ہو گی۔

دنیا فانی بلاشبہ دنیا فنا پذیر ہے اور ایک دن آخرت میں اللہ کے حضور پیش ہونا ہے اور جس نے دُنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی تیاری کی ہو گی وہ کامیاب ہو گا اگر ہم معاشرے میں نظر دوڑائیں تو ہمیں حقیقت معلوم ہو جائے گی کہ ہمارا معاشرہ کتنا مادہ پرست ہو گیا ہے آخرت کی فکر کا جذبہ ماند پڑ گیا ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ جب ایک معاشرے میں عادل عدل میں ناانصافی کرتا ہے تو یہ جواز پیش کرتا ہے کہ آخرت میں دیکھ لیں گے کیا ہو گا؟ اگر ایک عالم دنیا میں اللہ اور رسول ﷺ کے امور کے انجام دہی میں دنیا پرستی کرتا ہے تو اس کا عقیدہ آخرت میں فکر کی کمی ہے اس طرح کوئی تاجر تجارت کے دوران بد دیانتی کرتا ہے بے ایمانی پر اپنے کام کی بنیاد رکھتا ہے تو یہ آخرت پر ایمان کی کمزوری کا نتیجہ ہے اس طرح معاشرتی زندگی کے ہر شعبہ میں جہاں پر امور معاشرہ ہے جھوٹ اور بے ایمانی اور بد دیانتی پر قائم ہوں تو یہ فکر آخرت کے جذبہ کی کمی کا نتیجہ ہے۔

علی ھذ القیاس اگر ہم اور ہمارا معاشرہ اور ہمارا نظام حکومت اور ہمارا عدالتی نظام اور ہمارے دیگر محافظ ادارے اور ہمارا قانون جو نافذ العمل ہے فکر آخرت کے جذبہ سے عاری ہے اس طرح آخرت میں حشر میں قیامت کے احوال و واقعات کی انجام دہی، میں حساب کتاب جنت دوزخ کے معاملات میں یایقین نہیں تب تک ریاست کے افراد کی اصلاح نہ ہو گی۔

بے شک دنیا ایک دن ختم ہو جائے گی، وقت نہایت قلیل ہے۔ لہٰذا غفلت میں سراسر نقصان ہے زندگی مختصر ہے اس کو فضول باتوں میں نہیں گزارنا چاہیے۔اس لیے حضرت بابا بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اک پلک جھلک دا میلا اے کچھ کر لے ایہو ویلا اے"(7)

موت کی حقیقت کو کبھی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونے دینا چاہیے۔ حضرت بابا بلھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ انسان کو خوابِ غفلت سے جگانے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں اور آخرت کی فکر کے جذبہ سے سرشار کرنے کی سعی کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

اٹھ جاگ گھراڑے مار نہیں ایہہ سون تیرے درکار نہیں
اِک روز جہانوں جانا اے جا قبر دے وچ سمانا اے
تیرا گوشت کیڑیاں کھانا اے کر چیتا مرگ وسار نہیں
اٹھ جاگ گھراڑے مار نہیں ایہہ سون تیرے درکار نہیں (8)

ترجمہ: "(اے غافل) خواب سے بیدار ہو۔ خراٹے نہ لے اس طرح محوِ خواب نہ ہو تیرے لیے فائدہ ہے کیونکہ ایک دن آخر اس دنیا سے جانا ہے اور آخرت قبر حشر قیامت کے مراحل سے گزرنا ہے جہاں تمہارے تن بدن کا گوشت کیڑے مکوڑے کھا جائیں گے موت کو ہر پل یاد رکھ اور اسے بھولو نہیں۔"(9)

دنیا کا عیش و آرام حقیر ہے

حضرت ضرار اسدیؓ بیان کرتے ہیں: خدا گواہ ہے کہ میں نے سیدنا علیؓ کو زاروقطار روتے ہوئے یہ کہتے سنا ہے:

"اری دنیا! تو مجھے رُجھانے اور بہلانے آئی ہے۔ دور ہو جا! دور ہو جا! میرے علاوہ کسی اور کو دھوکہ دے۔ میں نے تجھے تین طلاقیں دے دی ہیں۔ اب تیری طرف رجوع کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تیری عمر تھوڑی ہے۔ تیرا عیش و آرام حقیر ہے۔ تیرے خطرات بہت ہیں ہائے! (سفر آخرت کے لیے) زادِراہ کی کمی، سفر کی دوری اور راستہ وحشت انگیز۔"(10)

حضرت قتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

وددت انی خضرۃ تاکلنیی الدواب۔[11]

"کاش میں سبزہ ہوتا کہ مجھے چوپائے کھاجاتے۔"

مندرجہ بالا اشعار میں حضرت بابا بلھے شاہ نے اسی حقیقت کی وضاحت فرمائی ہے۔

آپ فرماتے ہیں یہ سچ ہے کہ انسان کو ایک دن دنیا کو سلام کہہ کر چلے جانا ہے در حقیقت قبر تو اِن لوگوں کی روشن ہوتی ہے جنہوں نے دنیا میں رہ کر اس کی تیاری کی ہو گی۔ واضح رہے کہ وہاں جا کر کسی کو بھی کوئی مہلت نہیں ملے گی۔ آخرت میں عذاب قبر کی شدت کی نوعیت کیسی ہو گی۔ واضح رہے کہ عذاب کئی اقسام کا ہو گا۔ بلھے شاہؒ کے کلام میں آخرت کا بیان مفصل ہے آپ اپنی کافی میں فرماتے ہیں:

تیرا ساہا نیڑے آیا ہے
کجھ چولی داج رنگایا ہے
کیوں اپنا آپ ونجایا ہے
اے غافل تینوں سار نہیں[12]

ترجمہ: تمہارے جانے کا وقت آرہا ہے اور تم نے ابھی تک کوئی نیک عمل نہیں کمایا۔ کیوں اپنا آپ گنوا رہے ہو۔ اے غافل تجھے کچھ خبر ہے بھی کہ نہیں ہے۔[13]

انسان کے تین دشمن نفس، دنیا اور شیطان

نفس، دُنیا اور شیطان کی تکون انسان کو ہمہ وقت اپنے حصار میں لیے رکھتی ہے اس وجہ سے انسان دنیا میں ہر وہ کام کر گزرتا ہے، جو اسلام نے حرام قرار دیا ہے۔ واضح رہے کہ ان تمام مسائل کا آسان حل خدمت دین ہے اور دنیا میں کم وقت میں نیک اعمال کر لینے چاہیں۔ آخرت کو سنوارنا چاہیے اور یہی انسان کی حقیقی کامیابی ہے اس لیے خدمت دین میں ہمیں مصروف رہنا چاہیے اس کی مختلف

صورتیں ہیں۔ بنیادی بات یہ ہے کہ انسان کو اپنی روحانی قوت کو مضبوط سے مضبوط تر کرنا چاہئیے روحانیت کی تقویت کے لیے قرآن وحدیث پر غور وفکر کرنا شرطِ اول ہے۔

آخرت کی فکر عقیدہ آخرت کی بنیاد پر قائم ہوتی ہے آخرت کی فکر یہ تقاضا کرتی ہے کہ ہمیں ضروری تعمیرات سے پرہیز کرنا چاہیے ہمیں لمبی خواہشات سے محفوظ رہنا چاہیے۔ دنیا ملعون ہے اس کی شر سے محفوظ رہنا چاہیے انسان کو اللہ اور اسکے رسول کی خالص رضا کیلئے اپنی ساری زندگی بسر کرنی چاہیے جس طرح دنیاوی اُمور میں کامیابی جدید ٹیکنالوجی کی مرہون منت ہے عین اسی طرح کسی بھی قوم کی ترقی کی دوڑ میں بھرپور حصہ لیے بغیر مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے یورپ اور مغربی اقوام کی ریسرچ لیبارٹریز شب و روز تحقیقات کے ذریعے نت نئی ایجادات کرنے میں مصروف ہیں جس کی بدولت انہیں جدید سائنس و ٹیکنالوجی میں مکمل اجارہ داری حاصل ہو چکی ہے۔ اسی اجارہ داری کا غلط استعمال کرتے ہوئے وہ اپنا غیر اخلاقی تہذیب و تمدن، میڈیا وار سے ہمارے گھر میں پہنچا رہے ہیں۔ امت مسلمہ اپنی مذہبی اقدار کی بقاء کے سلسلے میں سخت مخاصمت کا شکار ہے ہر زبان پر یہی سوال ہے کہ اس دلدل سے کیسے نکلا جائے؟

اس ضمن حضرت بلھے شاہ ارشاد فرماتے ہیں:

توں ستیاں عمر و نجائی اے
تُوں چرخے تند نہ پائی اے
کیہ کر سکیں؟ داج تیار نہیں
اُٹھ جاگ، گھراڑے مار نہیں
اے سون تیرے درکار نہیں (14)

ترجمہ: اُٹھو خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور کوئی نیک عمل کر لو تم نے خوابِ غفلت میں ساری عمر گنوادی ایک بھی اچھا عمل نہیں کیا۔ کیا کرو گے جب رختِ سفر تمہارے پاس نہ ہوا کیونکہ سفر پر جانے کی تیاری ہو چکی ہے۔

واضح رہے کہ ہماری اُخروی تباہی، بربادی اور دنیاوی پریشانیوں اور بے چینیوں کا سبب ہماری بے جا اُمیدیں ہیں۔ سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ ہم جو سرمایہ اپنے پاس رکھتے ہیں، وہ قلتِ عمل ہے جبکہ ہمارے پاس اُمیدوں کی کثرت ہے بس یہی صورت حال ہماری زندگی کی عکاسی کر سکتی ہے۔ ہمارے حسنِ عمل کم جبکہ اجر کی امیدیں بہت زیادہ ہیں پہلے ہمارے اکابرین عمل زیادہ کرتے تھے اور اجر کی اُمید کم کرتے تھے ان کا عمل کثیر اور امید قلیل ہوا کرتی تھی اس کے برعکس اب ہمارے اعمال قلیل جبکہ امیدیں بہت زیادہ بڑھ چکی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا ٱلْحَيَاةُ ٱلدُّنْيَآ إِلَّا مَتَاعُ ٱلْغُرُورِ [15]

ترجمہ: اور دنیا کی زندگی دھوکے کی پونجی کے سوا کچھ نہیں۔ آخرت میں نافرمان لوگوں کے لیے سخت عذاب ہے اور اس کا سب کیا دَھرا ریزہ ریزہ ہو جائے گا۔ واضح رہے دنیا کی زندگی دھوکے کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔ [16]

## متاع الغرور

"ایسی دولت یا ایسا دنیا کا سازو سامان جو اللہ اور رسول کی بجائے دنیا سے جوڑے۔" [17]

موت زندگی کے خاتمے کا نام ہے بلکہ ایک عالم سے دوسرے عالم میں منتقل ہونے کا نام ہے اسی لیے عام طور پر وفات پانے کو انتقال کا نام دیا جاتا ہے۔ عالمِ برزخ میں قیامت کے برپا ہونے تک محیط ہے۔ ایمان والے قبر کی راحتوں کو دیکھ کر اس دنیا کی لذت اور آسودگی کو یکسر بھول جائیں گے

جب کہ اس کے بر عکس بد بخت لوگ قبر کے عذاب کو دیکھ کر اس دنیا کے مصائب اور تکالیف کو بھول جائیں گے۔

جھڑے سن دیساں دے راجے
نال جنہاں دے وجدے واجے
گئے ہو کے بے تختے تاجے
کوئی دُنیا دا اعتبار نہیں
اُٹھ جاگ گھراڑے مار نہیں
ایہہ سون تیرے درکار نہیں[18]

کتھے یوسفؑ ماہِ کنعانی
لئی زُلیخا فیر جوانی
کیتی موت نے اوڑک فانی
فیر اوہ ہار سنگار نہیں
اُٹھ جاگ گھراڑے مار نہیں
ایہہ سون تیرے درکار نہیں[19]

ڈیرا کرسیں اُوہنیں جاہیں
جتھے شیر، پلنگ، بلائیں
خالی رہسن محل سرائیں
پھر توں ورثے دار نہیں
اُٹھ جاگ گھراڑے مار نہیں
ایہہ سون تیرے درکار نہیں (1)

بُلھا شوہ بِن کوئی ناہیں
اِیتھے اُوتھے دُوہیں سرائیں
سنبھل سنبھل قدم ٹکائیں
فیر آون دوجی وار نہیں
اُٹھ جاگ گھراڑے مار نہیں
ایہہ سون تیرے درکار نہیں[21]

اشعار کا ترجمہ

بند نمبر 1: اٹھو! خواب غفلت سے بیدار ہو کر کوئی نیک عمل کما لو۔ بڑے بڑے ملکوں کے حکمران جو بڑے بڑے جاہ و جلال کے مالک تھے وہ بھی آخر کار بے تاج و تخت ہو کر چلے گئے۔ اس جہان فانی کا کوئی بھروسہ نہیں۔

بند نمبر 2: غافل خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور خراٹے نہ لو، یوں محوِ خواب سونا تیرے لیے بے فائدہ ہے۔ کنعان کا چاند یہاں حضرت یوسفؑ ہے؟ وہ زلیخا جس نے دوبارہ جوانی لی تھی کہاں ہے؟ آخر کار موت کے ہاتھوں وہ بھی فنا ہو گئے۔ پھر وہ آرائش و زیبائش حاصل نہ ہو سکے گی۔

بند نمبر 3: اے انسان (غافل) خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر خراٹے لینا بند کر یہ نیند تیرے لیے بے فائدہ ہے۔ تیرا ٹھکانا اس جگہ پر ہو گا جہاں شیر، چیتا اور نہ جانیں کیا کیا بلائیں ہوں گی۔ یہ تیرے محل اور چوبارے خالی رہ جائیں گے۔ تیرے حصے (وراثت) میں کچھ نہیں آئے گا۔

بند نمبر 4: بلھا یہاں وہاں، دونوں جہانوں میں محبوب کے سوا کوئی دوسری حقیقت نہیں، (اس دنیا میں) سنبھل سنبھل کر قدم رکھ۔ یہاں (کبھی) دوبارہ آمد نہ ہو گی۔ اے انسان تو خواب غفلت سے بیدار ہو جا۔[22]

مندرجہ بالا اشعار میں حضرت بلھے شاہ نے دنیا میں بادشاہ، نبی ولی، بزرگ غریب امیر، عالم، فاضل، بچے بوڑھے، چنگے مندے، شاہ، گدا، بُرے بھلے سب آئے اور چلے گئے اور موت نے کسی کو نہیں بخشا جو کوئی اسکے ہاتھ چڑھا اسے دبوچ لیا لیکن وہی لوگ کامیاب ہوئے جنہوں نے دنیا میں رہ کر آخرت کی فکر کی آخرت کی ابدی نا ختم ہونے والی زندگی کی تیاری کی۔ آپؒ فرماتے ہیں دنیاوی زندگی مادی چکاچوند کے سبب بظاہر خوبصورت اور رنگین دکھائی دیتی ہے۔ (23)

لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے ارشاد ربانی ہے:

وَمَا هَٰذِهِ ٱلْحَيَاةُ ٱلدُّنْيَآ إِلَّا لَهْوٌ وَلَعِبٌ وَإِنَّ ٱلدَّارَ ٱلْآخِرَةَ لَهِيَ ٱلْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوا۟ يَعْلَمُونَ(24)

"اور (اے لوگو!) دنیا کی زندگی کھیل اور تماشے کے سوا کچھ نہیں ہے، اور حقیقت میں آخرت کا گھر ہی (صحیح) زندگی ہے۔ کاش! وہ لوگ (یہ راز) جانتے ہوتے۔"

یعنی دنیا کی زندگی محض ایک وقتی اور عارضی کہانی ہے جسکی کوئی سچائی اور صداقت و حقیقت نہیں ہے یہ فناء ہونے والی ہے اور آخرت کی زندگی ہی دائمی ہے۔

## فناء دنیا و اثباتِ آخرت

"جب انسان کا اعتقاد فناء دنیا کے متعلق راسخ ہو جائے گا اور اس امر کا یقین کامل ہو جائے گا کہ اس سرائے فانی سے ایک دن کوچ کرنا ہے عنقریب طبل بازگشت بجنے والا ہے۔ تو اس یقین کا لازمی اثر یہ ہے کہ اس کو دنیا و لواحقاتِ دنیا سے نفرت پیدا ہو جائے گی۔ ہر ہر شے پر نظر واپس ہو گی۔ متاعِ دنیا سے رغبت منقطع ہو گی اس وجہ سے کہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے اس کو اشیاء فانیہ سے تنفر د انقیاض پیدا ہو جاتا ہے۔ طبیعت برداشتہ خاطر ہو جاتی یکسوئی و یکجہتی کی طالب ہو جاتی ہے روز شب اسکا مشاہدہ کرتا رہتا ہے۔"(25)

چنانچہ ایک مسافر شام کے وقت سرائے کے کمرے میں جا کر قیام کرتا ہے تو قبل اسکے کہ وہ اپنا اسباب اس میں رکھے، قیام کا انتظار کرے، اس کو یقین کامل ہوتا ہے کہ میں اس کوٹھری میں صرف رات رات کا مہمان ہوں۔ صبح ہوتے ہی مجھ کو یقیناً کوچ کرنا ہے اس کمرے کو چھوڑنا ہے اس سے میری ملاقات چند گھنٹوں کی ہے پھر میں کہاں اور یہ کہاں پھر اگر یہ کوٹھری کہیں سے ٹوٹی ہوتی ہے تو اس کی اصلاح کا مطلق خیال نہیں ہوتا۔ اگر کوئی کڑی نکلی ہوئی ہو تو اس کو یہ خیال بھی ہرگز نہیں ہوتا ہے کہ اس میں دوسری کڑی ڈلوانی چاہیے یا کہیں سامان کم ہو تو اس کو پورا کرنے کا بھی اہتمام بالکل نہیں ہوتا۔ حالانکہ اس کو یہاں ایک رات تو ضرور بسر کرنی ہے اور یہیں آرام کرنا ہے۔

چنانچہ آنحضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

اذامات أحدكم فقد قامت قيامتہٗ۔ (26)

تم میں سے جس کسی کی موت واقع ہوگئی اس کی قیامت (اُسی وقت) قائم ہوگئی۔ صوفیاء کرام کی تعلیمات میں جمالیاتی جوش روشن ہوتا ہے وہ فکر آخرت کا جذبہ ہوتا ہے۔ حضرت بابا بلھے شاہؒ فرماتے ہیں دنیا کی زندگی مہلت اور امتحان ہے اور باباجی نے آخرت کی فکر تمثیلات سے سمجھائی ہیں اس میں سابقہ انبیاء کا عزت واحترام بھی سمجھایا ہے۔

یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت ایک ایک بات واضح فرمادی ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

قَالُواْ يَٰوَيْلَنَا مَن بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا هَٰذَا مَا وَعَدَ ٱلرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ ٱلْمُرْسَلُونَ۔ (27)

"روزِ محشر کی ہولناکیاں دیکھ کر کہیں گے۔ ہماری کم بختی ؟ کس نے ہماری خوابگاہوں سے اُٹھا دیا، (یہ زندہ ہونا) وہی تو ہے جس کا خدائے رحمان نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ فرمایا تھا۔"

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم فکرِ دنیا چھوڑ کر فکرِ آخرت کا آغاز کریں ہمیں بخوبی اندازہ ہونا چاہیے کہ فانی دنیا کا مقصد کیا ہے۔ بابا بلھےؒ شاہ کی پوری شاعری میں ایک نمایاں پہلو فکر آخرت کی رغبت ہے بقول امیر مینائی:

ہوئے نامور بے نشان کیسے کیسے
زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

بابا بلھے شاہؒ نے اپنی شاعری میں ذکر کیا بڑے بڑے نامور لوگوں کا، ولیوں کا، نبیوں کا الغرض جتنی بھی مخلوقات دنیا میں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں انھوں نے اپنی عمر پوری کر کے عالم برزخ میں قدم رکھنا ہے لیکن جن لوگوں نے اعمال صالح کمائے ہوں گے وہ خیر وعافیت میں رہیں گے لیکن اگر ہم نے دنیا کمائی ہو گی تو ہماری کامیابی ناممکن ہو گی۔ ساری صورت حال یہ ہے کہ ہم "جن کیلئے مکر و فریب اور جھوٹ کمارہے ہیں وہ سب کے سب تدفین کے بعد ایک ایک کر کے نظروں سے اوجھل ہو جائیں گے وہ سب دنیوی رفاقتیں، دوست یار، رشتہ دار اور احباب، جن کی خوشنودی کی خاطر قبر میں پیش آنے والے حالات سے یکسر بے خبر ہو کر حرام کماتا رہا، وہ اس کے کسی کام نہیں آئیں گے اس وقت مرنے والا کہتا ہے کہ کاش میں نے ان کے بجائے اعمال صالح اپنے دوست بنائے ہوتے اب اس کے لیے قبر میں تباہی و بربادی اور حسرت و یاس کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ (28)

وَٱلَّذِينَ آمَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا ٱلأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَآ أَبَداً وَعْدَ ٱللَّهِ حَقّاً وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ ٱللَّهِ قِيلاً۔[29]

"جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے ہم اُنہیں عنقریب بہشتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اس کے بر عکس جن لوگوں پر اللہ غضب ہوا اُنکے لیے سخت عذاب ہو گا۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِلاَّ طَرِيقَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَآ أَبَداً وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى ٱللَّهِ يَسِيراً۔[30]

"سوائے جہنم کے راستے کے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ کام اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔"

تعلیمات صوفیا میں جنت کمانے کیلئے ہمیں دنیا میں حقوق اللہ اور حقوق العباد پورے کرنا ہونگے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعاً يَامَعْشَرَ ٱلْجِنِّ قَدِ ٱسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ ٱلإِنْسِ وَقَالَ أَوْلِيَآؤُهُم مِّنَ ٱلإِنْسِ رَبَّنَا ٱسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغْنَآ أَجَلَنَا ٱلَّذِيَ أَجَّلْتَ لَنَا قَالَ ٱلنَّارُ مَثْوَاكُمْ خَالِدِينَ فِيهَآ إِلاَّ مَا شَآءَ ٱللَّهُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَليمٌ۔[31]

"اور جس دن ان سب کو جمع فرمائے گا(تو ارشاد ہو گا) اے گروہ جنّات(یعنی شیاطین!) بیشک تم نے بہت سے انسانوں کو(گمراہ) کر لیا اور انسانوں میں سے اِن کے دوست کہیں گے: اے(اللہ) ہمارے رب! ہم نے ایک دوسرے سے(خوب) فائدے حاصل کیے اور اسی غفلت اور مفاد پرستی کے عالم میں ہم اپنی اس میعاد کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لیے مقرر فرمائی تھی(مگر اس کے لیے کچھ تیاری نہ کر سکے) اور فرمائے گا کہ اب دوزخ میں تمہارا ٹھکانا ہے ہمیشہ اس میں رہو گے مگر جو اللہ چاہے بے شک آپؐ کا رب بڑی حکمت والا خوب جاننے والا ہے۔"

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ثُمَّ قِيلَ لِلَّذِينَ ظَلَمُواْ ذُوقُواْ عَذَابَ ٱلْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلاَّ بِمَا كُنتُمْ تَكْسِبُونَ۔(32)

"پھر ان ظالموں سے کہا جائے گا: تم دائمی عذاب کا مزا چکھو تمہیں کچھ بھی اور بدلہ نہیں دیا جائے گا مگر انہی اعمال کا جو تم کماتے رہے۔"

دوسرے مقام پر ارشادِ خداوندی ہوتا ہے:

وَعَدَ اللهُ الْمُنَافِقِينَ وَٱلْمُنَافِقَاتِ وَٱلْكُفَّارَ نَارَجَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا هِىَ حَسْبُهُمْ وَلَعَنَهُمُ ٱللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ۔(33)

"اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے آتش دوزخ کا وعدہ فرما(رکھا ہے) اس میں ہمیشہ رہیں گے، وہ (آگ) انہیں کافی، اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے اور ان کیلئے ہمیشہ برقرار رہنے والا عذاب ہے۔"

مرحلہ خلود کا ذکر آیات قرآنی میں وارد ہوا ہے اور آخرت کی ہولناکیوں اور آخرت کی فکر مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے مسائل کی وضاحت فرمائی ہے حضور نبی اکرم ﷺ کی متعدد احادیث بھی اس بارے میں وارد ہوئیں ہیں۔

حضرت ابوہریرہ بیان فرماتے ہیں:

يقال لاهل الجنة: ياأهل الجنة، خلود، لاموت، ولأهل النار: ياأهل النار خلود، لاموت۔[34]

"اہل جنت سے کہا جائے گا اے اہل جنت! اب تمہارے لیے ہمیشہ کی زندگی ہے اب کوئی موت نہیں ہے۔ اہل دوزخ سے کہا جائے گا: اے اہل جہنم! تمہارے لیے بھی جہنم میں ہمیشہ کی زندگی ہے اب تمہیں بھی موت نہیں آئے گی۔"

حضرت عبد اللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا:

يدخل أهل الجنة الجنة، احل النار النار، ثم يقوم مؤذن بينهم، ياأهل النار لاموت، وياأهل الجنة، لاموت خلود۔[35]

"روزِ آخرت جب جنتی جنت میں اور دُوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو پھر ان کے درمیان ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا: اے اہل دوزخ! اب موت نہیں ہے اے اہل جنت! اب موت نہیں ہے جو شخص جہاں ہے وہاں ہمیشہ رہے گا۔"[36]

حضرت بابا بلھے شاہؒ کی نظمیں جو فکر آخرت کے متعلقہ ہیں مندرجہ بالا آیاتِ قرآنیہ کی تفسیر اور تشریح کی تفصیلات احاطہ تحریر میں لائی گئیں ہیں۔ حضرت بابا بلھے شاہ فرماتے ہیں یہ ایک فطری

عمل ہے کہ جوں جوں انسان کی عمر بڑھتی ہے توں توں وہ موت کے زیادہ قریب ہونے لگتا ہے حتیٰ کہ وہ چالیس پچاس سال کی عمر کو جا پہنچتا ہے اِس عمر کے لوگوں میں زیادہ تر دنیا کی خواہشات کم ہونے لگتی ہیں اور وہ آخرت کی تیاری میں لگ جاتے ہیں اس امر کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ آج ہمیں دنیا کی مختصر زندگی لمبی تو نظر آرہی ہے۔ لیکن نہایت عارضی ہے ہم نے دنیاوی زندگی کی آسودگی اور عیش و آرام کے لیے سب کچھ بھلا دیا ہے ہمیں اس بات کا بخوبی علم ہونا چاہیے کہ جب ہماری اصل زندگی شروع ہو گی تب ہماری آنکھیں کھلیں گی کہ ہم نے عارضی زندگی میں دائمی زندگی کیلئے کچھ نہیں کیا۔

خلاصہ بحث

حضرت بلھے شاہ کے کلام میں فکر آخرت کا پہلو بہت غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ مسلم اُمہ کی بربادی کی بنیادی وجہ ہمارے قلوب و اذہان سے فکر آخرت کا ماند ہو جانا ہے خوفِ الٰہی اور خشیت الٰہی ایک ایسا جذبہ ہے اگر صحیح معنوں میں اس کا ادراک ہو جائے تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ہم اپنے اعمال درست نہ کریں۔ حضرت بلھے شاہؒ نے اپنے کلام کو قرآن و حدیث کی روشنی میں تالیف فرما کر شدومد سے فکر آخرت کے مضمون کو بیان کر کے ہمیں باور کرایا ہے کہ دنیا میں کیے گئے اپنے ہر عمل کا حساب قیامت کے دن دینا پڑے گا۔ حضرت بلھے شاہؒ نے بالخصوص اس حقیقت پر زور دیا ہے کہ وقت کو غنیمت جان کر مختصر سے وقت میں اپنی آخرت سنوار لے یہی مومن مسلمان کی سب سے بڑی کامیابی ہے۔اسی لیے بلھے شاہ فرماتے ہیں بار بار فرماتے ہیں کہ اے انسان کچھ عمل کر لے اور کچھ عمل نیکوکاروں سے اپنے حق میں کروالے تو اپنا اعمال نامہ نیکیوں سے پُر کر لے تاکہ قیامت کے دن تو کامیاب ہو جائے تو اللہ اور اس کا رسول ﷺ راضی ہو گا اس لیے مومن کی موت مومن کیلئے تحفہ ہے اور موت اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے نیک روح ملاقات کا ذریعہ ہے۔اس اُخروی امتحان کا نتیجہ ابدی انعام یا دائمی عذاب کی شکل میں ہر انسان کا مقدر بنے گا۔اُمت مسلمہ نے جب تک روزِ جزا کی ہولناکیوں کو اپنے سامنے رکھا، تب تک وہ خوفِ الٰہی کے زیرِ اثر اصلاحِ احوال میں کوشاں رہی۔ اہل

اسلام جیسے جیسے حُب دنیا، شیطان کے شر اور نفس کے فتنے میں گرفتار ہوتے چلے گئے ویسے ویسے اِن کے دل و دماغ سے فکر آخرت کا جذبہ ختم ہوتا گیا۔ اب صورت حال یہ ہے کہ زبانی سطح پر تو وہ قیامت کے برپا ہونے کا اقرار کرتے ہیں لیکن مجموعی طور پر ان کے اعمال سے یہ عیاں نہیں ہوتا کہ انہیں نہ تو آخرت کی کوئی پرواہ ہے اور نہ ہی خوف الٰہی ہے اور یہی حضرت بابا بلھے شاہؒ کے کلام میں فکر آخرت کی تعلیمات ہیں۔

---

[1]() مطیع الرحمٰن قریشی، تذکرہ بلھے شاہؒ، لاہور: مکتبہ الفیصل، س ن، ص:13

Muṭi' ur Reḥmān Quraishī, Tazkara Bhuley Shāh, Lahore, Maktaba al Faiṣal, P 13

[2]() سورۃ الانعام،6: 32

Al-Qurān, al-Anām, 6:32

[3]() بلھے شاہ، کلیات بلھے شاہ، مرتب ڈاکٹر فقیر محمد فقیر، لاہور: مطبوعہ پنجابی ادبی اکیڈمی، 1964ء، ص:183

Bhuley Shāh, Kulliyāt e Bhuley Shāh, muratib Dr Faqeer Muhammad Faqeer, Lahore, Punjab Adabi Academy, 1964, P. 183

[4]( ) بخاری، الصحیح، کتاب الرقاق، باب قول النبیؐ: کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل، ج:5، ص:2358، حدیث رقم:6053

Bukhārī, Al-Ṣaḥiḥ, Kitāb al-riqāq, Bāb Qawl al-Nabī kun fi dunya ka annaka Ghreeb V.5 p 2358, Ḥadīth No 6053

[5]() طاہر القادری، ڈاکٹر، مراحل آخرت، لاہور، مطبوعہ منہاج القرآن پرنٹرز، 2018ء، ص:37

Ṭahir al-Qādrī, Dr, Maraḥal e Akhrat, Lahore, Minhaj al Qurān Printers, 2018, P.37

[6]() امام خمینیؒ، معاد، لاہور، مکتبہ الرضا ادارہ تعلیم و تربیت، س ن، ص:746

Imām Khumainī, Ma'ād, Lahore, al-Raza Idara Taleem o Tarbiyat, No Year, P 746

[7]() حضرت بلھے شاہؒ، کلیات بلھے شاہ، لاہور: مطبوعہ پنجابی ادبی اکیڈمی، 1964ء، ص:12

Bhuley Shāh, Kulliyāt e Bhuley Shāh, muratib Dr Faqeer Muhammad Faqeer, Lahore, Punjab Adabi Academy, 1964, P. 12

[8]() حضرت بلھے شاہ، کلیات بلھے شاہ، لاہور: مطبوعہ پنجابی ادبی اکیڈمی، 1964ء، ص:9

Bhuley Shāh, Kulliyāt e Bhuley Shāh, muratib Dr Faqeer Muhammad Faqeer, Lahore, Punjab Adabi Academy, 1964, P. 9

[9]() ظفر مقبول، ڈاکٹر، ترجمہ کلام بلھے شاہؒ، لاہور: مکتبہ دانیال، 2006ء، ص: 31

Zafar Maqbool, Dr, Tarjama kalām Bhuley Shāh, Lahore, Maktaba Danyāl, 2006, P 31

[10]()ابن عساکر، تاریخ دمشق و مدینہ، ج:24، ص:401

Ibn e asākar,Tareekh e Damashaq o Madina, V. 24, P 401

[11]()ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ج:3، ص:198

Ibn e Sa’d, al-Tabaqāt al-kubrā, V. 3, P 198

[12]()حضرت بلھے شاہ، کلیاتِ بلھے شاہ، ص:10

Bhuley Shāh, Kulliyāt e Bhuley Shāh, P. 10

[13]()ڈاکٹر سید نذیر احمد، پروفیسر، کلام بلھے شاہ، اسلام آباد: مکتبہ رضویہ، 2008ء، ص:41

Dr Sayed Nazir Ahmad, Kalām e Bhuley Shāh, Islamabad, maktaba Razwiya, 2008, P. 41

[14]()حضرت بلھے شاہؒ، کلیاتِ بلھے شاہ، ص:42

Bhuley Shāh, Kulliyāt e Bhuley Shāh, P. 42

[15]()سورۃ الحدید، 57: 20

Al-Qurān, Al-Ḥadīd, 57:20

[16]()الازہری، محمد کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن، لاہور: مکتبہ ضیاء القرآن، 1994ء، ج:5: ص:786

Al-Azharī, Muhammad Karam Shāh, Tafseer Zia ul Qurān, Lahore, Zia ul Qurān, 1994, V. 5, P 786.

[17]()ابن منظور، ابو الفضل، جمال الدین، محمد بن مکرم، لسان العرب، بیروت دار صادر، لبنان، 1955ء، ج:2، ص:778

Ibn e Manzoor, Muhammad bin Mukarram, Lisān al Arab, Beirūt, Dar e Ṣādir, 1955, V. 2,P. 778

[18]()حضرت بلھے شاہؒ کلیات بلھے شاہ، ص:11

Bhuley Shāh, Kulliyāt e Bhuley Shāh, P. 11

[19]()ایضا

Ibid

()[20]حضرت بلھے شاہؒ کلیات بلھے شاہ، ص:10

Bhuley Shāh, Kulliyāt e Bhuley Shāh, P. 10

[21]()حضرت بلھے شاہؒ، کلیات بلھے شاہ، ص:9

Bhuley Shāh, Kulliyāt e Bhuley Shāh, P. 9

[22]()ظفر اقبال، میاں، ڈاکٹر، کلام حضرت بلھے شاہؒ، ص:76

Zafar Iqbal, Mian, Dr, Kalām e Hazrat Bhuley Shāh, P 76

[23]()حافظ محمد آصف قادری، انجینئر، فکرِ آخرت، کراچی: مکتبہ افکارِ اسلامی، 2003ء، ص:22

Hafiz Muhammad Asif Qādri, Fikr e Akhrat, Karachi, Maktaba Afkār e Islami, 2003, P 22

[24]()سورۃ العنکبوت، 29: 64

Al-Qurān, al-ankbut, 29:64

[25]() مولانا محمد اشرف علی تھانوی، دنیا و آخرت، لاہور: المکتبۃ العربیہ، 1985ء، ص: 259

Moulana Muhammad Ashraf Ali Thānwī, Dunya o Akhrat, Lahore, al- Maktab al Arbiya, 1985, P 259

[26]() دیلمی، مسند الفردوس، ج: 1، ص: 285، حدیث رقم: 1117

Dailmī, Musnad al-Firdous, V. 1, P 285, Ḥadīth No 1117

[27]() سورۃ یٰسین، 36: 52

Al-Qurān, Yaseen, 36:52

[28]() مولانا اشرف علی تھانوی، دنیا و آخرت، 1985ء، ص: 225

Moulana Muhammad Ashraf Ali Thānwī, Dunya o Akhrat, P 225

[29]() سورۃ النساء، 4: 122

Al-Qurān, Al-Nisā, 4:122

[30]() سورۃ النساء، 4: 169

Al-Qurān, Al-Nisā, 4:169

[31]() سورۃ الانعام، 6: 128

Al-Qurān, al-Anām, 6:128

[32]() سورۃ یونس، 10: 54

Al-Qurān, Younas, 10:54

[33]() سورۃ التوبۃ، 9: 68

Al-Qurān, al-Touba, 9:68

[34]() بخاری، الصحیح، کتاب الرقاق، باب یدخل الجنۃ سبعون الفا بغیر حساب، ج: 5، ص: 2397، حدیث رقم: 6179

Bukhārī, Al-Sahih, Kitāb al-riqaq, Bāb yadkhuloon al-Janna sab'oon alfan beghair e Hisab V.5 p 2397, Ḥadīth No 6179

[35]() بخاری، الصحیح، کتاب الرقاق، باب یدخل الجنۃ سبعون الفا بغیر نجاسۃ، ج: 5، ص: 2396، حدیث رقم: 6178

Bukhārī, Al-Sahih, Kitāb al-riqaq, Bāb yadkhuloon al-Janna sab'oon alfan beghair e Hisab V.5 p 2396, Ḥadīth No 6178

[36]() طاہر القادری، ڈاکٹر شیخ الاسلام، مراحل آخرت، لاہور: مطبوعہ منہاج القرآن پرنٹرز، 2018ء، ص: 44

Ṭahir al-Qādrī, Dr, Marahal e Akhrat, Lahore, Minhaj al Qurān Printers, 2018, P 44